عدالت عالیہ پشاور
مینگورہ بنچ/دارالقضا سوات

آئینی درخواست نمبر 63-M/2016

خلیفہ ولد عالمزیب میاں ساکن قندیل مدین، ضلع سوات (سائل)
بنام
مسماۃ پروانہ دختر محمد رفیق ساکنہ قندیل مدین، ضلع سوات و وغیرہ
(مسئول الیہم)

معمبر خان ایڈوکیٹ برائے سائل
زڑہ ور خان ایڈوکیٹ برائے مسئول الیہا

آئینی درخواست نمبر 229-M/2017

مسماۃ پروانہ دختر محمد رفیق ساکنہ قندیل مدین، ضلع سوات (سائلہ)
بنام
خلیفہ ولد عالمزیب میاں ساکن قندیل مدین، ضلع سوات و وغیرہ
(مسئول الیہم)

زڑہ ور خان ایڈوکیٹ برائے سائلہ
معمبر خان ایڈوکیٹ برائے مسئول الیہ

تاریخ فیصلہ: ۲۰۱۸-۰۶-۲۶

فیصلہ

محمد غضنفر خان، جج: یکجا فیصلہ ہذا کے ذریعے دو آئینی درخواست ہائے نمبری 63-M/2016 اور 229-M/2017 کا فیصلہ کرنا مقصود ہے جن میں فیصلہ وڈگری محررہ 25.06.2015 فاضل اضافی ضلع قاضی سوات کیمپ کورٹ بحرین کی تنسیخ کی استدعا کی گئی ہے۔

(۲) مقدمہ ہذا کے حقائق وشواہد پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے یہ امر عیاں ہے کہ مسماۃ پروانہ جو کہ آئینی درخواست نمبری 229-M/2017 میں سائلہ جبکہ آئینی درخواست ہذا نمبری 63-M/2016 میں مسئول الیہا ہے، نے ایک دعویٰ عائلی عدالت میں بابت (ا) تنسیخ نکاح مابین مدعیہ و مدعاعلیہ نمبر 1 (ب) حق مہر موازی پچیس تولے سونا زیورات ازاں مدعاعلیہ نمبر 1 (ج) نان نفقہ بحساب مبلغ -/15000 روپے ماہوار از گزشتہ چار سال چار

ماہ کل مبلغ -/7,80,000 روپے اور بشرح مذکور تاتصفیہ مقدمہ جتنا بھی بنتا ہے کی ادائیگی ازاں مدعاعلیہ نمبر 1 (د) سامان جہیزی مالیتی -/4,08,200 روپے مندرجہ فہرست منسلکہ دعویٰ ہذا جو کہ جزدعویٰ ہے یا جس کی بازاری قیمت عدالت حضور جو بھی مقرر کرے، کی ادائیگی ازاں مدعاعلیہم تامدعیہ بوجہ ملکیتی مدعیہ (و) ادائیگی عبوری خرچہ نان نفقہ زیر دفعہ 17(A) فیملی کورٹ ایکٹ 1994ء دوران مقدمہ ازاں مدعاعلیہ نمبر 1 ، دائر کیا۔

(۳) ارجاع دعویٰ کے بعد فاضل عدالت نے مدعاعلیہم کو طلب کیا جنہوں نے اپنے جوابدعویٰ میں قانونی اور واقعاتی عذرات اُٹھاتے ہوئے مقدمہ کا دفاع کیا۔ فاضل عدالت ماتحت نے فریقین کے ادعاء کو مدنظر رکھتے ہوئے تنقیحات وضع کیے اور فریقین نے اپنے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے شواہد پیش کیے۔ قلمبندی شہادت کا مرحلہ طے ہونے کے بعد بمطابق قانون مابین فریقین مصالحت کی کوشش کی گئی جس کی ناکامی پر فاضل وکلاء کی بحث سماعت ہونے کے بعد عائلی عدالت نے مدعیہ کا دعویٰ مورخہ 17.09.2014 کو جزوی طور پر ڈگری کیا۔ دادرسی مندرجہ فیصلہ عائلی عدالت کچھ یوں ہے۔

> مدعیہ اپنے دعویٰ کو تنسیخ نکاح اور سامان جہیز مالیتی چار لاکھ روپے جس میں ڈیڑھ تولے سونے کی رقم (سال 2008 کے مطابق) نکال کر بقایا سامان جہیز یا اسکی رقم کو ثابت کرنے میں کامیاب رہی لہٰذا تنسیخ نکاح اور سامان جہیز یا اسکی مالیت کی حقدار ہے۔ حق مہر 25 تولے سونا کا واپس لینا اور نان نفقہ ثابت نہیں لہٰذا اس حد تک دعویٰ مدعیہ خارج کیا جاتا ہے ۔

اسی طرح مدعاعلیہ جو کہ آئینی درخواست نمبر 63-M/2016 میں سائل اور آئینی درخواست نمبر 229-M/2017 میں مسئول الیہ ہے، کا دعویٰ بمراد اعادہ حقوق زن آشوئی خارج کیا گیا۔

اس فیصلہ کے خلاف مدعاعلیہ نمبر 1 مسمی خلیفہ نے اپیل دائر کی اور مدعیہ مسماۃ پروانہ نے عکسی عذرات شامل مسل کیے جس کے ذریعے ہر دو فریقین نے اپنی اپنی حد تک فیصلہ و

ب

ڈگری عدالت ماتحت محررہ 17.09.2014 کو زیر بحث لایا۔ عدالت اپیل نے وکلاء فریقین کی بحث سننے کے بعد مدعاعلیہ خلیفہ کی اپیل کو جزوی طور پر منظور کرتے ہوئے عائلی عدالت کے فیصلہ محررہ 17.09.2014 میں اس حد تک ترمیم کی کہ فریقین کے درمیان نکاح کی تنسیخ خلع کے بنیاد پر کر دی اور مسماۃ پروانہ کو خلع کے عوض دس تولے سونا مسمی خلیفہ کو واپس کرنے کے احکامات صادر فرمائے اور اسی طرح مدعیہ کے عکسی عذرات خارج کر دیئے۔ ہر دو فریقین عدالت اپیل کے فیصلہ و ڈگری مصدرہ 25.06.2015 سے قانونی اور واقعاتی بنیاد پر اتفاق نہیں کرتے لہٰذا اُنہوں نے اپنے متعلقہ آئینی درخواست ہائے کے ذریعے فیصلہ متذکرہ کی تنسیخ کی استدعا کی ہے۔

(۴) مدعاعلیہ مسمی خلیفہ کے وکیل نے اپنی بحث میں اس بات پر زور دیا کہ پورے کے پورے مہر کی ادائیگی مسلمہ ہے لہٰذا عدالت اپیل کا صرف دس تولے سونے کی واپسی کے احکامات قانون سے متصادم ہیں۔ فاضل وکیل نے یہ استدلال بھی پیش کیا کہ خلع کی بنیاد پر طلاق کی صورت میں مدعیہ کو جملہ زیورات (25 تولہ) کی واپسی کے احکامات قانوناً صادر کرنے چاہیے تھے۔ اُس نے اِس بات پر بھی زور دے کر موقف اختیار کیا کہ سامان جہیزی کی واپسی یا اُسکی قیمت کی ادائیگی کی حد تک ہر دو عدالت ہائے کے فیصلہ جات نہ صرف قانون و انصاف کے تقاضوں کے منافی ہیں بلکہ قیمت سامان جہیزی کی ادائیگی منجانب مدعاعلیہ ثابت ہے پس فیصلہ قابل رد ہے۔

(۵) دوسری طرف فاضل وکیل مدعیہ مسماۃ پروانہ نے اپنے آئینی درخواست کے حق میں دلائل دیتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ چونکہ مدعاعلیہ مسمی خلیفہ نے دوسری شادی بدون اجازت ثالثی کونسل کر لی تھی پس بمطابق دفعہ 6 مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء وہ دوسری شادی کی بنیاد پر نہ صرف طلاق بلکہ جملہ حق مہر کی بھی حقدارہ تھی۔ فاضل وکیل نے مزید کہا کہ صفحہ مسل پر چونکہ مدعیہ کا نشوز ثابت نہ ہے اس لیے مدعیہ نان نفقہ اور واپسی 25 تولے سونا کی

ب

حقدارہ تھی کیونکہ مدعیہ نے ٹھوس شواہد سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اُس کو دیا گیا 25 تولے سونا بعوض حق مہر بدوران آبادی چھین لیا گیا۔ پس بمطابق فاضل وکیل، مدعیہ کو ڈگری مستعدیہ کلہٗ ملنی چاہیے تھی۔ اُس نے استدعا کی کہ مدعیہ کے حق میں ڈگری مستعدیہ صادر کی جائے۔

(۶) فاضل وکیل مدعیہ کے دلائل کے جواب میں فاضل وکیل مدعا علیہ نے استدلال پیش کیا کہ چونکہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء کا اطلاق ملاکنڈ ڈویژن میں نہیں ہوتا اسلئے فیصلہ عدالت اپیل بابت تنسیخ نکاح بر بنائے خلع درست ہے۔

(۷) دلائل سماعت ہوکر شواہد بر مسل کا مطالعہ کیا گیا۔

(۸) عدالت ہٰذا کے روبرو معاملہ حل طلب یہ ہے کہ آیا مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 6 کا اطلاق اگر ملاکنڈ ڈویژن میں نہیں ہوتا تو کیا مذکورہ قانون کے دفعہ 6 کو کسی بھی طور شریعت یا قرآن وسنت سے متصادم قرار دے دیا گیا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو پھر شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے مذکورہ قانونی شق کے اثرات مقدمہ ہٰذا پر دیکھے جا سکتے ہیں جیسا کہ شریعہ نظام عدل ریگولیشن 2009ء کے مطابق قاضی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت قرآن وسنت سے استفادہ کرے گا۔ مندرجہ بالا صورت میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ نہ صرف قرآنی آیات بلکہ معزز فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ اور دفعہ 6 مسلم فیملی لاز آرڈیننس کے مندرجات شریعہ اور قانون کے مطابق ہیں اسلیے مذکورہ دفعہ کا اطلاق اگر ملاکنڈ ڈویژن میں نہ بھی ہوتا ہو تو اس پر عمل درآمد اس لیے بھی ضروری ہے کہ اِس کی کوئی بھی شق بمطابق فیصلہ معزز فیڈرل شریعت کورٹ اسلام کے کسی بھی قانون سے متصادم نہیں ہے اور اس کی روشنی میں مقدمہ ہٰذا کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

(۹) یہ امر فریقین کے ادعاء اور شواہد سے ثابت ہے کہ مدعاعلیہ نے دوسری شادی بدون اجازت ثالثی کونسل کی۔ گو کہ فیڈرل شریعت کورٹ نے PLD 2000 Federal Shariat Court 1 میں مذکورہ قانون کے دفعات 4 اور 6 پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے یہ تعین کیا ہے کہ دفعہ 6 اسلام سے متصادم تو نہیں البتہ کسی حد تک اُس میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ مذکورہ فیصلہ کا (l) Note یہاں پر لکھا جاتا ہے۔

(l) **Muslim Family Laws Ordinance (VIII of 1961)---**

----S. 6---Constitution of Pakistan (1973), Art.203-D---Polygamy-- Repugnancy to Injunctions of Islam---Provisions of S.6, Muslim Family Laws Ordinance, 1961 are derivable on a conjunctive reading of Ayaat 3 and 35 of Sura Nisa of Holy Qur'an---Status of polygamy in Islam is no more or no less than that of a permissible act and has never been considered a command and, therefore, like any other matter made lawful in principle, may become forbidden or restricted, if same involves unlawful things or leads to unlawful consequences, such as injustice---Misuse of the permission granted by Allah could be checked by adopting suitable measures to put an end to or at least minimise the instances of injustice being found abundantly in the prevalent society, therefore, it be explicitly made clear in S.6(1) of the Ordinance that Arbitration Council, constitution of which is not violative of Injunctions of Islam, may be moved by the wife herself or her parents to t determine whether a husband can have a second, third or fourth wife as the case may be---Arbitration Council in such circumstances would be needed to look into the disputes arising between husband and his existing wife/wives with respect to another marriage and after taking into consideration the age, physical health, financial position and other attending factors, come to a conclusion to settle their disputes---Arbitration Council should figure in when a complaint is made by the existing wife or her parents/guardians-- Arbitration Council is not

empowered to make unlawful anything declared lawful by Islam nor could do vice versa---Intention is to protect the rights of the existing wife/wives and interest of her/their children---Section 6, Muslim Family Laws Ordinance, 1961 has not expressly declared the subsequent marriage illegal and has merely prescribed a procedure to be followed for the subsequent marriages and punishments for its non-observance, thus, spirit of the section is reformative only as in fact same has prescribed a corrective measure for prevention of injustice to the existing wife/wives---Subject to observations recorded to amend the provisions of S.6 and recommendations made by Federal Shariat Court, provisions of S.6, Muslim Family Laws Ordinance, 1961 are not violative of the Injunctions of Islam.

There is no doubt that a Muslim male is permitted to have more than one woman as wife with a ceiling of 4, at a point of time as the ultimate, but the very Ayat which gives this permission also prescribes a condition of (-----) and the Holy Qur'an has laid emphasis in the same Verse on the gravity and hardship of the condition which Allah Himself says is very difficult to be fulfilled.

Now section 6 of the Muslim Family Laws Ordinance as framed, in no manner places any prohibition in having more than one wife. It only requires that the condition of "----" prescribed by Holy Qur'an itself should be satisfied by the male who wants to have more than one wife. The provision for constituting an Arbitration Council, therefore, cannot in itself be said to be violative of Injunctions of Qur'an as only a procedure has been prescribed how the Qura'nic Verse will be observed in its totality with reference to the condition of " ---- " placed in the Verse itself.

Here Sura Nisa, Ayat 35 is referred which provides for the resolution of dispute between husband and wife and the Qura'nic Injunction as ordained in the said Ayat also is to refer the matter in dispute to representatives of each of the parties to the dispute. The provisions contained in section 6 are therefore, derivable on a

conjunctive reading of Ayaat 3 and 35 of Sura Nisa.

It may, however, be observed that it be explicitly made clear in subsection (1) of section 6 of the Ordinance that Arbitration Council may be moved by the wife herself or her parents to determine whether a husband can have a second, third or fourth wife as the case may be.

Nikah is a social contract of very high status and conjoins a couple and the spouses in a sacred association, with mutual rights and obligations, to be performed in a spirit of love and affection that should last life long, as envisaged by Ayah No.21 of Sura No.30, Ayah No.228 of Sura Baqara and Ayah No. 19 of Sura-e-Nisa. Therefore, anything, big or small, that may provide a cause for a breach in mutual love and' trust is viewed seriously by Islamic Injunctions. In such situations the Holy Qur'an enjoins upon all Muslims to take appropriate measures to save this sacred union from disruption. Reference in this connection may be made to Verse No.35 of Sura Al-Nisa. Since one of the reasons for such disputes may be intention of the husband to contract subsequent marriage of his choice, an Arbitration Council may be required to settle the dispute. The Arbitration Council is not empowered to make unlawful anything declared lawful by Islam nor could do vice versa. However, the status of polygamy in Islam is no more or no less than that of a permissible act and has never been considered a command, and therefore, like any other matter made lawful in principle may become forbidden or restricted if it involves unlawful things or leads to unlawful consequences such as injustice. Misuse of the permission granted by Almighty Allah could be checked by adopting suitable measures to put-an end to or at least minimise the instances of injustice being found abundantly in the prevalent society. The Arbitration Council in such circumstances would be needed to look into the disputes arising between husband and his existing wife/wives with respect to another marriage and after taking into consideration the age, physical health, financial position and other attending factors, come to a conclusion to settle

the in disputes. The Arbitration Council `should figure in when a complaint is made by the existing wife or her parents/guardians. The intention is to protect the rights of the existing wife/wives and interest of her/their children. The wife is, therefore, the best judge of her cause who or her parents may initiate the proceedings if her husband intends to contract another marriage. Moreover, since a Nikah validly performed with a wife, whether first or fourth, necessarily entails various consequences including those related to dower, maintenance, inheritance, legitimacy of children etc., non-registration of the Nikah, thus, performed could not only be a source of litigation between the parties but would also lead to a lot of injustice to such wife/wives.

Since this section has not expressly declared the subsequent marriage as illegal and has merely prescribed a procedure to be followed for the subsequent marriages and punishment for its non-observance, the spirit of this section is reformative only as in fact it has prescribed a corrective measure for prevention of injustice to the existing wife/wives.

Subject to observations and recommendation of the Court in para.92 to amend the provisions of section 6 of the Muslim Family Laws Ordinance, 1961, the said provisions are not violative of the Injunctions of Islam.

Al-Qur'an: Surah Nisa, Ayats 4:3; 4:35; 19; Ayah No.21 of Surah No.30, Surah Baqara, 228 and Sahih Sanan Al-Mustafa by Imam Abu Daood, 1st Vol. pp.323-324 ref.

مذکورہ فیصلہ کی روسے اگر دوسری شادی کی اجازت ازاں Arbitration
Council کے لیے کچھ ترامیم تجویز کیگئی ہیں لیکن لب لباب یہ ہے کہ متذکرہ بالا قانونی شق
قرآن وسنت سے متصادم نہ ہے کیونکہ اِس کے ذریعے دوسری، تیسری یا چوتھی شادی کو غیر قانونی
قرار نہیں دیا گیا بلکہ بغیر ثالثی کونسل سے اجازت لیے دوسری شادی کو قابل مواخذہ جرم قرار دیا

گیا ہے۔ پس بمطابق فیصلہ معزز فیڈرل شریعت کورٹ یہ شق قانون شریعت سے متصادم نہیں۔

ایسی صورت میں دفعہ متذکرہ کا اطلاق ملاکنڈ ڈویژن میں نہ ہونیکی صورت میں بھی اس شق سے

فیصلہ کرنے میں استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اس شق کے مطابق:۔

> "**6. Polygamy.** (1) ------------------
> (2) ----------------------------------
> (3) ----------------------------------
> (4) ------------------------------------
> (5) Any man who contracts another marriage without the permission of the Arbitration Council shall:--
> (a) pay immediately the entire amount of the dower, whether prompt or deferred, due to the existing wife or wives, which amount, if not so paid shall be recoverable as arrears of land revenue; and
> (b) ------------------------------."

بدون اجازت ثالثی کونسل دوسری، تیسری یا چوتھی شادی کرنے والا شخص

فوری طور پر مہر اگرچہ معجل ہو یا موجل، اپنی پہلی زوجہ یا ازواج کو ادا کرنے کا پابند ہو جائیگا۔ اور اس

طرح The Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939 کی

دفعہ 2 کے ذیلی دفعہ (ii-A) کے تحت پہلی زوجہ یا ازواج خاوند اُس کے اس عمل کو بنیاد بنا کر

طلاق حاصل کرنے کی حقدارہ / حقداران ہونگی اور ایسی صورت میں اسے / انہیں کسی دیگر وجہ یا

وجوہ جو کہ قانون بالا میں دی گئی ہیں کو نہ تو بیان کرینگی اور نہ ہی ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی۔

گویا مدعیہ مقدمہ ہٰذا نے جب یہ ثابت کر دیا کہ مدعا علیہ نے دوسری شادی

رچالی ہے تو ایسی صورت میں تنسیخ نکاح بربنائے خلع خلاف قانون قرار پائے گا۔

(۱۰) قرآن حکیم کے سورۃ نساء کی آیت نمبر 3 میں ایک سے زائد شادیاں کرنے کی

اجازت دی گئی ہے:

ترجمہ: "تو نکاح کرلو جو اور عورتیں تم کو خوش آویں دو دو، تین تین، چار چار۔۔۔۔۔۔۔۔۔"۔

اسی أیت کریمہ میں گو کہ ایک مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی گئی لیکن اسکے اختتام سے قبل ایک پابندی عائد کی گئی کہ

ترجمہ: "پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا لونڈی جو اپنا مال ہے اس میں اُمید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے "

پس خلاصہ أیت کو اگر فقہاء و مفسرین کی رائے میں دیکھا جائے تو اِس میں انصاف بین الزوجین شرط ہے اور اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس أیت میں تفسیر عثمانی کے مفسر علامہ شبیر احمد عثمانی نے مہر کی ادائیگی کا حکم صادر کیا ہے جو کہ أیت نمبر 4 سورۃ نساء میں تفصیلاََ درج ہے۔

ترجمہ: "اور دے ڈالو اُن کو مہر خوشی سے"۔

اِس أیت کی تفسیر میں علامہ موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ جن عورتوں سے نکاح کرو اُن کا مہر خوشدلی اور رغبت سے ادا کرو اگرچہ اُن کا کوئی حامی یا اُن کی طرف سے اِس مہر کا تقاضا کرنے والا ہو یا نہ ہو۔ أیات کریمہ کے علاوہ احادیث مبارکہ میں بھی بیویوں کے درمیان انصاف کا حکم دیا گیا ہے۔ اِس ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث کا حوالہ دیا جات ہے۔

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس کی دو بیویاں ہوں ایک کی طرف میلان بنسبت دوسری کی زیادہ ہو تو قیامت کے دن یہ شخص ایسی حالت میں آئیگا کہ مفلوج ہو گا"

(سنن نسائی، کتاب عشرہ النساء صفحہ نمبر 94)

رہی یہ بات کہ آیا جس قانون کے ذریعے قبائلی علاقہ جات کا انضمام صوبہ خیبر پختونخواہ میں کیا گیا ہے اُس کا اطلاق ماضی سے ہو گا یا مستقبل سے، اس نکتہ کا فیصلہ کسی مناسب وقت پر آئندہ کسی مقدمہ میں کیا جائیگا۔ یہاں صرف اس امر کا تعین کرنا ضروری تھا کہ آیا دوسری شادی کی صورت میں مہر کی ادائیگی ضروری ٹھہرے گی یا نہیں وہ بھی اُس صورت میں جب پہلی بیوی خاوند کو ھبہ نہ کردے یا معاف نہ کرے جیسا کہ قرآن کریم کے سورۃ نساء کی اٰیت نمبر 4 میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ

ترجمہ: "پھر اگر وہ اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تم کو اپنی خوشی سے تو اس کو کھاو رچتا پچتا"

ایسی صورت میں جب زوجہ اول نے اس رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو اور وہ مہر لینے کی متقاضی ہو تو آیا خلع کی بنیاد پر اُسے طلاق دی جاسکتی ہے؟ مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ گو کہ دفعہ 6 کا اطلاق ملاکنڈ ڈویژن میں عائلی عدالتوں کے فیصلوں پر نہیں ہوتا لیکن اُسکی شرعی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور فیصلہ فیڈرل شریعت کورٹ، اٰیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے کہ مہر بیوی کا بنیادی حق ہے جسکی ادائیگی خاوند کی نہ صرف قانونی بلکہ شرعی ذمہ داری بھی ہے۔

مقدمہ ہٰذا میں فاضل عدالت اپیل نے عدالت ماتحت کے فیصلہ سے صرف اس حد تک اختلاف کیا ہے کہ مقدمہ کا فیصلہ تنسیخ نکاح کی حد تک خلع کی بنیاد پر کرتے ہوئے مدعیہ کو دس تولے سونا جو اُسے مہر میں ملا تھا، واپس کرنے کے احکامات صادر کیے ہیں۔ مندرجہ بالا اُمور کی روشنی میں فاضل عدالت اپیل کا یہ فیصلہ نہ صرف قانون رائج الوقت بلکہ شریعت کے تقاضوں سے بھی متصادم ہے اس لیے قابل پذیرائی نہ ہے۔

(ii) جہاں تک ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے سامان جہیزی یا اُس کی بازاری قیمت کی ڈگری بحق مدعیہ صادر کی ہے اور جس کو مدعاعلیہ نے اولاً اپیل اور ثانیاً آئینی درخواست ہٰذا میں زیر بحث لاتے ہوئے اُسکی حد تک ڈگری کی تنسیخ کی استدعا کی ہے، کا تعلق ہے تو اس ضمن میں اگر مسل پر موجود فریقین کے ادعاء اور شواہد کی روشنی میں دیکھا جائے تو مدعیہ کی ادعاء نسبت قیمت سامان جہیزی کو مدعاعلیہ نے اپنے جوابدعویٰ میں اور اپنے گواہان کے بیانات میں تسلیم کیا ہے لیکن اس اختلاف کے ساتھ کہ جہیز کی خریداری کے لیے مبلغ چار لاکھ روپے مدعاعلیہ نے اپنی جیب سے ادا کیے ہیں۔ برطابق قانون یہ دفاع لیکر مدعاعلیہ نے بار ثبوت اپنے اوپر لے لیا لیکن اگر شواہد بر مسل کا بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ اور اُس کے گواہان چار لاکھ کی ادائیگی کے بارے میں تضادات کا شکار ہیں اور اگر گواہان پیشکردہ مدعاعلیہ اور مدعاعلیہ کے اپنے بیان کا بغور تقابل کیا جائے تو یہ نتیجہ اخذ کرنے میں دیر نہیں لگتی کہ ایک گواہ کے بیان کو درست تسلیم کرنا دوسرے گواہ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ ایسی صورت میں یہاں پر قیمت بازاری سامان جہیزی کے بارے میں ہر دو فریقین متفق ہیں اور مدعاعلیہ کسی ٹھوس شہادت کے ذریعے جہیز کی رقم کی ادائیگی ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اِن حالات میں ہر دو فاضل عدالت ہائے ماتحت کے فیصلہ جات بابت ڈگری قیمت سامان جہیزی درست اور برطابق قانون ہیں۔ اگر بالفرض محال اِس بات کو مان بھی لیا جائے کہ سامان جہیزی کے لیے مدعاعلیہ نے کچھ رقم مدعیہ کو قبل از شادی ادا کی اور اُس سے سامان جہیزی خریدا گیا تو ایسی صورت میں بھی مدعیہ سامان جہیزی یا اس کی قیمت بازاری کی حقدارہ ٹھہرے گی اسلئے کہ Dowry and Bridal Gifts (Restriction) Act, 1976 کی دفعہ 2 ذیلی دفعہ (a) میں "Bridal Gift" کی تعریف اِس طرح کی گئی ہے۔

> "**2. Definitions**. In this Act, unless there is anything repugnant in the subject or contest,--

(a) "bridal gift" means any property given as a gift before, at or after the marriage, either directly or indirectly, by the bridegroom or his parents to the bride in connection with the marriage but does not include Mehr;"

گو کہ قانون متذکرہ میں "bridal gift" کی ایک حد مقرر کی گئی ہے لیکن اُس کے لیے الگ سے ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص مقررہ حد سے تجاوز کرے یا اُس سے زائد مالیت کے تحائف وصول کرے یا دے دے تو متذکرہ بالا قانون کی دفعہ 8-A کے مطابق اُسکے خلاف ڈپٹی کمشنر کے پاس استغاثہ دائر کیا جائے گا اور دفعہ 9 میں اُس کا طریقہ کار دیا گیا ہے جس کی ذیلی دفعہ (3) میں یہ امر مذکور ہے کہ کوئی بھی عائلی عدالت اِس قانون کے تحت آنے والے کسی بھی جرم کی شنوائی اُس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک اُس کے پاس ڈپٹی کمشنر کی طرف سے تحریری استغاثہ/شکایت موصول نہ ہو اور وہ شکایت نکاح یا رخصتی کی تاریخ کے تین ماہ کے اندر کی جائیگی۔ چونکہ کسی بھی فریق نے مقررہ مدت میں نہ تو اِس ماورائے قانون عمل کے بارے میں کہیں کوئی شکایت درج کی اور نہ ہی کسی ادارے نے ازخود نوٹس لیتے ہوئے مقررہ میعاد کے اندر کوئی تادیبی کارروائی کی پس ایسی صورت میں قانون مندرجہ بالا کے فعہ 5 کے تحت ہر وہ جائیداد جو دلہن کو بطور جہیز یا بطور تحفہ دی گئی وہ دلہن کی بلاشرکت غیرے ملکیت قرار پائے گی۔ حوالہ کے لیے مذکورہ دفعہ ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

"**5. Vesting of dowry, etc. in the bride**. All property given as dowry or bridal gifts and all property given to the bride as a present shall vest absolutely in the bride and her interest in property however, derived shall hereafter not be restrictive, conditional or limited".

پس ایسی صورت میں بھی سامان جہیز مشمولہ فہرست یا اس کی جو قیمت بازاری عدالت ہائے ماتحت نے مقرر کی ہے، کی مدعیہ ہی حقدارہ ٹھہرے گی۔

(۱۲) جہاں تک مدعیہ کے اس استدعا کا تعلق ہے کہ اُس کو مہر کے عوض جو 25 تولے سونا دیا گیا تھا وہ اُس سے دوران آبادی چھین لیا گیا، اپنے اس موقف کو مدعیہ کسی طور ثابت نہیں کر سکی۔ چونکہ کاغذات پیشکردہ مدعیہ، بیان مدعیہ اور بیان مدعاعلیہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بوقت نکاح مدعیہ کو بعوض مہر 25 تولے سونا ادا کر دیا گیا تھا ایسی صورت میں مدعیہ زیر بار تھی کہ وہ ٹھوس شواہد کے ذریعے اپنے ادعاء کو ثابت کرتی لیکن صفحہ مسل پر کسی جگہ ایسا کوئی ثبوت موجود نہ ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ مدعیہ کو مہر کی ادائیگی کے بعد وہی مہر اُس سے چھین لیا گیا۔ ایسی صورت میں ہر دو عدالت ہائے ماتحت کا فیصلہ بالکل درست ہے۔ جہاں تک نان و نفقہ کی ادائیگی کا تعلق ہے، مدعیہ اپنے اوپر مدعاعلیہ کا ظلم و استبداد ثابت نہ کر سکی پس عدالت ہائے ماتحت نے درست طور پر اُسے نان و نفقہ کی حقدارہ قرار نہیں دیا ہے البتہ مدعیہ از تاریخ تنسیخ نکاح تا اختتام مدت عدت خرچہ نان و نفقہ کی بحساب مبلغ دو ہزار روپے ماہوار حقدارہ ہے۔

(۱۳) مندرجہ بالا اُمور کی روشنی میں آئینی درخواست نمبر 63-M/2016 خارج کی جاتی ہے جبکہ آئینی درخواست نمبر 229-M/2017 منظور ہو کر فاضل عدالت اپیل کا فیصلہ منسوخ کیا جاتا ہے اور فاضل عائلی عدالت کا فیصلہ برقرار رکھا جاتا ہے صرف اِس ترمیم کے ساتھ کہ مدعیہ از تاریخ تنسیخ نکاح تا اختتام مدت عدت خرچہ نان و نفقہ کی بحساب مبلغ دو ہزار روپے ماہوار حقدارہ ٹھہرائی جاتی ہے۔

سنایا گیا۔
۲۶-۰۶-۲۰۱۸

جج